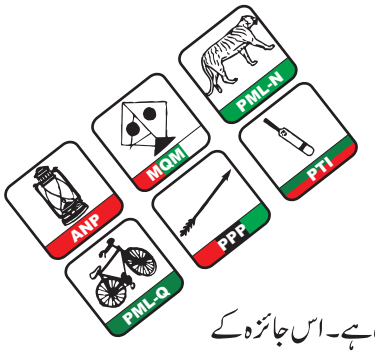

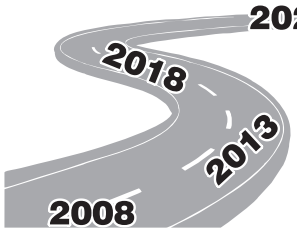

وفاؤں کا تقاضا ہے

تحقیقی جائزے کا خلاصہ

نوٹ: سیاسی جماعتوں کے انتخابی منشوروں میں اقلیتوں سے کئے گئے وعدے وعید پر ایک تحقیقی جائزے کا خلاصہ پیشِ خدمت ہے۔ اس جائزہ کے لئے اسمبلیوں میں کارروائی، وفاقی وصوبائی حکومتوں کی ویب سائٹس، متعلقہ وزارتوں اور محکموں کی رپورٹس سے مدد لی گئی ہے۔

سات سیاسی جماعتوں پاکستان پیپلز پارٹی، پاکستان تحریک انصاف، پاکستان مسلم لیگ (نواز)، پاکستان مسلم لیگ (ق)، متحدہ قومی موومنٹ، عوامی نیشنل پارٹی اور متحدہ مجلسِ عمل (جماعتِ اسلامی، جمعیت علما اسلام، فضل الرحمان) کے عام انتخابات 2008، 2013 اور 2018 میں جاری کردہ منشوروں میں مذہبی اقلیتوں کے حقوق سے متعلق انتخابی وعدوں اور بعد ازاں کارکردگی کا تجزیہ ظاہر کرتا ہے کہ:

1) جماعتوں کے منشوروں میں ایک تہائی وعدے ایک جیسے تھے۔ جن میں متروکہ وقف املاک بورڈ (ETPB) میں اقلیتوں کی نمائندگی میں اضافہ، قانون سازی کے ذریعے اقلیتی کمیشن کا قیام، جبری تبدیلی مذہب کو جرم قرار دینا، نصاب پر نظرِ ثانی، ملازمت کوٹے کا نفاذ اور امتیازی قوانین کا جائزہ لینا شامل تھا۔ **وعدوں کا مشترک ہونا** مسائل پر پیش رفت میں کرنے میں معاون ثابت نہیں ہوا۔ ان وعدوں کا پورا نہ ہونا سنجیدگی اور عزم کے فقدان کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

2) منشوروں میں کچھ **"منفرد وعدے"** بھی شامل تھے مثلاً تعلیمی اداروں میں اقلیتی طلبا کے لیے کوٹہ مختص کرنا، تکفیر کے قوانین کے بد استعمال کو روکنا، قانون ساز اسمبلیوں میں اقلیتی خواتین کی نمائندگی اور آئینی اصلاحات متعارف کروانا۔ ان **"منفرد وعدوں"** سے واضح ہوتا ہے کہ سیاسی جماعتیں خواب دیکھنے کی ہمت بھی کرتی ہیں۔

3) وعدوں میں ایسے ایشوز بھی شامل ہوگئے جو حقیقی مسائل نہیں **متصورہ** تھے اور انکا حل غیر منطقی اور غیر معقول تھا مثلاً مخصوص نشستوں پر براہ راست انتخابات اور اقلیت کی اصطلاح کو "غیر مسلم" سے تبدیل کرنا۔ غالباً اسی وجہ سے سیاسی جماعتیں مذہبی آزادی اور شہریوں کے مساوی حقوق سے متعلق مسائل کو حل کرنے میں کامیاب نہیں ہوئیں۔

4) اگرچہ سیاسی جماعتیں اقلیتوں کو درپیش مسائل سے قدرے آگاہ تو ہیں، وعدے بھی کئے مگر عمل درآمد میں ناکام رہیں۔ من جملہ منشوروں میں کئے گئے وعدے مذہبی اقلیتوں کو درپیش مسائل کا گہرائی سے **احاطہ نہیں کرتے۔**

5) گزشتہ تین انتخابی منشوروں میں سماجی و اقتصادی ترقی پر توجہ کم ہوئی ہے اور **خیراتی اقدامات** پر زیادہ۔

6) سیاسی جماعتوں کا انتخابات کے بعد وعدے فراموش کر دینا یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ اپنے انتخابی وعدوں کو اہمیت نہیں دیتیں۔ یہ بھی ہوا کہ اقتدار میں آنے والی جماعتوں نے پرانے وعدے وفا کئے بغیر نئے انتخابی منشور میں نئے وعدے شامل کر لئے۔ جو یہ ظاہر کرتا ہے کہ مسائل کا سنجیدگی سے جائزہ ہی نہیں لیا گیا۔

7) 2008 سے 2022 تک متعارف کروائے گئے پالیسی اقدامات سے ظاہر ہوتا ہے کہ حکومت نے قانون سازی کی بجائے انتظامی حکم نامے (نوٹیفکیشن) جاری کرنے پر زیادہ انحصار کیا۔ لہٰذا پالیسی اقدامات میں نفاذ کے طریقہ کار اور مضبوط قانونی بنیاد کا فقدان تھا۔ اقلیتوں کے لئے ملازمتوں میں کوٹہ کی پالیسی کی ناکامی میں یہ عنصر غالب رہا۔

کارکردگی کا تجزیہ

حزبِ اختلاف اور حزبِ اقتدار کی جماعتیں اپنے وعدوں کو پورا کرنے میں واضح طور پر ناکام رہیں۔ سات میں سے پانچ اقدامات پر خاطر خواہ پیش رفت نہ ہوئی۔ محض دو اقدامات پر جزوی کامیابی ہوئی یعنی اسلامیات کے متبادل مضمون متعارف کروانا اور اقلیتوں کو شامل گفتگو کرنا۔ بیشتر سیاسی جماعتیں

اقلیتوں کے مسائل حل کرنے اور ان کے خلاف پروپیگنڈے کا مقابلہ کرنے میں ہچکچاتی نظر آئیں، مثلاً جبری تبدیلی مذہب کے قانون پر بحث۔ تین جماعتوں نے بین المذاہب ہم آہنگی اور مذہبی رواداری کے فروغ کو اہمیت دی۔ سیاسی جماعتیں باوجود کہ وہ خود بھی مذہبی انتہا پسندی کا شکار ہوئیں، توہین مذہب کے قوانین کے بد استعمال کو روکنے میں ناکام رہیں۔ تاہم نفرت انگیز تقاریر، امتیازی سلوک اور اقلیتی افراد اور فرقوں کے خلاف پُر تشدد سرگرمیاں ایک مستقل مسئلہ رہا۔

پارٹیوں کی کارکردگی میں رکاوٹ بننے والے عوامل

1) زیادہ تر جماعتوں نے خیرات اور فنڈز کی تقسیم کو حقوق کا نفاذ سمجھ لیا۔ حالانکہ چند لوگوں کو ملنے والی مراعات حقوق کا متبادل نہیں ہو سکتیں۔ نیز حکومتی امداد بدعنوانی سے بچ نہیں پاتی اور متاثرہ افراد کی پسماندگی دور کرنے میں ناکام رہتی ہے۔

2) وفاقی اور صوبائی سطح پر انتظامی ڈھانچے میں صلاحیت اور تحرّک کا فقدان ہے جس میں اقلیتوں کے محکمے/ڈویژنز، اقلیتی مشاورتی کونسل، وزارتِ مذہبی امور و بین المذاہب ہم آہنگی، متروکہ وقف املاک بورڈ (ETPB) بھی شامل ہیں۔

3) ماسوائے چند، جماعتیں سیاسی سرگرمیوں میں مذہب کا بے تحاشا استعمال کرتی ہیں، مقتدر سیاسی مذہبی جماعتیں خود کو صحیح العقیدہ ثابت کرنے میں ایک دوسرے سے بازی لے جانے کی کوشش کرتی ہیں۔ اس کشاکش میں فرقہ پرست مذہبی جماعتیں مذہبی علامات کو قانون سازاسمبلیوں میں اپنی گرفت مضبوط کرنے کے لیے استعمال کرتی ہیں۔ یوں مذہبی رجعت پسندی کا ہر نفع جمہوریت کا نقصان بن جاتا ہے۔ اس ضمن میں 2021 میں لاہور ہائی کورٹ اور پنجاب اسمبلی کی عمارتوں پر مذہبی علامات کا اضافہ ہو یا یونیورسٹی کی سطح پر مذہبی تعلیم کا نفاذ لازمی قرار دیا جانا کی مثال سامنے ہے۔

4) سیاسی تقاریر میں اقلیتوں کو بااختیار بنانے کی خواہش کا اظہار تو ہوتا ہے لیکن اقتدار میں یہ جماعتیں کمزور اقدامات پر ہی انحصار کرتی ہیں، جیسا کہ ملازمتوں کے کوٹہ پر عمل درآمد اور اقلیتوں کے قومی کمیشن کے قیام میں دیکھا گیا۔ مرکز، پنجاب، سندھ اور خیبر پختونخوا کی حکومتوں میں شامل دو سیاسی جماعتوں (پی پی پی اور پی ٹی آئی) نے قانونی سازی کے ذریعے اقلیتوں کے لیے قومی کمیشن قائم کرنے کا وعدہ کیا تاہم عمل درآمد نہیں ہوا۔ اقلیتی ملازمت کوٹہ پر موثر عملدرآمد پر قانون سازی ابھی باقی ہے۔

5) سیاسی جماعتوں نے چند مثبت اقدامات بھی اٹھائے جن کا وعدہ ان کے منشوروں کی بجائے ان کے دوسری سیاسی جماعت کے منشور میں شامل تھا۔ مثلاً دو جماعتوں پاکستان مسلم لیگ نواز نے اقلیتی طلباء کے لیے تعلیمی کوٹہ کا وعدہ کیا جبکہ پاکستان پیپلز پارٹی نے تمام تعلیمی اداروں میں اقلیتوں کے تحفظ کی بات کی۔ تاہم تعلیمی اداروں میں اقلیتی طلبا کے لیے 2 فیصد نشستوں کی منظوری پاکستان تحریک انصاف کی پنجاب کی صوبائی حکومت نے دی۔

6) اقلیتوں کے خلاف امتیازی سلوک اور ان کے تحفظ سے متعلق وعدے غیر واضح تھے لہذا اُن پر عملدآمد نہ ہو سکا۔ مثلاً دو مقتدر سیاسی جماعتوں نے مرکز اور صوبوں میں اقلیتوں کو تعصب، نفرت اور عدم مساوات سے تحفظ دینے کا عہد کیا مگر وہ کوئی ٹھوس اقدامات اٹھانے میں ناکام رہیں کیونکہ عزم واضح نہیں تھا۔

کلیدی سفارشات

1) شہریوں کی آسانی کے لئے تمام سیاسی جماعتیں اپنے انتخابی منشور کو پارٹی ویب سائٹ پر دستیابی یقینی بنائیں۔

2) انتخابی منشور کے وعدوں پر عمل درآمد کا جائزہ لینے کے لیے ایک طریقہ کار وضع کیا جائے نیز کارکردگی کی راہ میں حائل رکاوٹوں کو دور کرنے کے لیے انتخابی وعدوں کا باقاعدگی سے جائزہ لیا جائے۔ مزید یہ کہ اقلیتوں کی شمولیت، خود مختاری اور حقوق سے متعلق کیے گئے وعدوں کی تعمیل کے لیے عملی اقدامات اُٹھائے جائیں۔

3) مذہبی آزادی اور اقلیتوں سے متعلق مسائل پر پارلیمانی کاکس (CAUCUS) بنایا جائے جس میں پالیسی امور پر مشاورت کے لیے سول سوسائٹی کو شامل کیا جائے۔

مذہبی آزادی

1 تکفیری قوانین کا بد استعمال روکنے کے لیے قانونی، انتظامی اور تعلیمی اقدامات 2009 میں سانحہ گوجرہ کی جوڈیشل انکوائری کی سفارشات اور 2011 کی اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کی قرارداد 18/16 کی روشنی میں اٹھائے جائیں۔

2 جبری تبدیلی مذہب کی روک تھام کے لئے اسے جرم قرار دیا جائے نیز قانون سازی کے ذریعے بچپن کی شادی، عمر کی تصدیق میں حقوق کی خلاف وزیوں کے خلاف تحفظ دیا جائے ۔

3 یقینی بنایا جائے کہ تبدیلی مذہب کا عمل (بشمول سرٹیفکیٹ) کسی مجاز ادارہ اور مجاز عدالت کے ذریعے تین ماہ کے غور و فکر کے بعد انجام پائے۔

4 تعزیرات پاکستان کے سیکشن B-498 کے تحت جبری تبدیلی مذہب کی شکایات کی تحقیقات کی جائیں۔

5 اقلیتوں کے عائلی قوانین (نکاح، طلاق اور وراثت) میں انسانی حقوق کے معیارات کی روشنی میں اصلاحات متعارف کروائی جائیں اور اُن کے نفاذ کے لیے قانون ساز اسمبلیوں سے قوانین اور رولز کی جلد از جلد منظوری لی جائے۔

6 یقینی بنایا جائے کہ اقلیتوں کی املاک بالخصوص قبرستان اور عبادت گاہیں غیر قانونی خرید و فروخت، قبضے اور بے دخلی سے محفوظ ہوں گی۔

تعلیمی پالیسی

1 علمی ضروریات کو مدِنظر رکھتے ہوئے تعلیم کو بلا تعصب اور غیر امتیازی بنایا جائے۔ درسی کُتب میں مسخ شدہ تاریخ کو درست اور متعصبانہ مواد کو حذف کیا جائے۔

2 تعلیمی اداروں میں 'اخلاقیات' کے متبادل 'مذہبی تعلیم' کی تدریس کا بندوبست ممکن بنایا جائے۔

3 درسی کتب کو آئین پاکستان کے آرٹیکل 22 (الف) اور سپریم کورٹ کے رواداری پر مبنی نصاب سے متعلق احکامات (SMC No. 1 of 2014) پر عمل کیا جائے۔

4 تعلیمی اداروں میں اقلیتی طلباء کے لیے کوٹہ نافذ اور اس کے دائرہ کار کو وسیع کیا جائے۔

5 اقلیتی طلباء کے ساتھ مذہبی و سماجی بنیادوں پر امتیازی سلوک کے خلاف تحفظ فراہم کرنے کے لیے تعلیمی اداروں کے ماحول کو موزوں بنایا جائے۔

6 تمام تعلیمی ادارے جو 1972 میں قومیائے گئے تھے وہ متعلقہ مذہبی اقلیت کے نمائندگان پر مشتمل مجاز انتظامی بورڈ کو واپس کئے جائیں۔

سماجی ہم آہنگی

1 قومی ایکشن پلان برائے انسداد دہشت گردی 2014 کو نافذ کیا جائے اور نفرت انگیز تقاریر، عدم برداشت اور انتہا پسندی سے نمٹنے کے لیے پالیسی اصلاحات اور اقدامات متعارف کروائے جائیں۔

2 سماجی اور مذہبی رواداری کو فروغ دینے کے لیے پالیسی اور حکمت عملی وضع کی جائے۔(SMC No. 1 of 2014)

3 مذہبی اقلیتوں کی اجتماعی املاک یا عبادت گاہوں وقف متروکہ املاک بورڈ (ETPB) کا انتظامی اور مالی کنٹرول اقلیتی افراد کے سپرد کیا جائے۔ نیز موجودہ قوانین کے موثر نفاذ کے ذریعے اجتماعی املاک کی حفاظت اور تحفظ کو یقینی بنایا جائے۔

اقلیتوں کی قومی دھارے میں شمولیت (سماجی، اقتصادی اور سیاسی)

1 اقلیتوں کی آبادی کی درست گنتی کو یقینی بنایا جائے، نیز افراد شماری کے عمل میں تمام اقلیتی گروہوں کو تسلیم کرتے ہوئے اُنھیں 'دیگر' کہنے کی بجائے اُن کی الگ حیثیت کو تسلیم و شمار کیا جائے۔

2 اقلیتوں کے لیے 'غیر مسلم' کی اصطلاح استعمال کرنے سے گریز کیا جائے جو کہ ایک منفی پہچان/ شناخت ہے۔ قانونی اور بین الاقوامی دستاویزات میں قابلِ قبول اصطلاح 'مذہبی اقلیت' کا استعمال کیا جائے۔

3 امتیازی سلوک کی تمام شکلوں اور مظاہر کو قانون سازی کی ذریعے جرم قرار دیا جائے۔

4 وفاقی سطح پر بین المذاہب ہم آہنگی کے شعبہ کو وزارت برائے مذہبی امور سے الگ کیا جائے اور انسانی حقوق کی وزارت میں اس کا محکمہ یا ڈویژن قائم کیا جائے تاکہ مذہبی اقلیتوں کو درپیش مسائل کے حل کے لیے موثر پالیسی وانتظامی اقدامات اُٹھائے جاسکیں۔

5 وفاقی اور صوبائی وزارت برائے انسانی حقوق یا اقلیتی امور کو یہ ذمہ داری دی جائے کہ وہ سرکاری شعبے میں خواتین، اقلیتوں اور معذور افراد کے لیے مخصوص ملازمتوں کے کوٹے کے نفاذ سے متعلق شکایات کا ازالہ کرے۔

6 قانون سازی کے ذریعے ایک مستقل، خود مختار اور باوسائل قومی کمیشن برائے حقوقِ اقلیت تشکیل دیا جائے جو اقوام متحدہ کے پیرس اصولوں اور 19 جون 2014 کو سپریم کورٹ کے جاری کردہ تاریخی فیصلے میں درج ہدایات کے عین مطابق ہو اور جس کے مینڈیٹ میں اقلیتوں کے حقوق کے نفاذ کی نگرانی کے لیے واضح اختیارات ہوں۔

7 وفاقی اور صوبائی کابینہ نیز قائمہ کمیٹیوں اور سفارت/ قونصل خانوں میں اقلیتوں کی نمائندگی کو یقینی بنایا جائے۔

8 اقلیتی خواتین کی تعلیمی، معاشی اور سیاسی پسماندگی کو دور کرنے کے لیے موثر اقدامات کئے جائیں۔

9 یقینی بنایا جائے کہ وفاقی اور صوبائی سطح پر اقلیتوں کے لیے مختص فنڈز خیراتی اور مذہبی امور کی بجائے مربوط ترقیاتی اسکیموں پر استعمال کئے جائیں نیز مالی آڈٹ اور عوامی احتساب ہو تاکہ فنڈز شفاف طریقے سے خرچ کیے جائیں۔

10 مخلوط انتخابات اور متناسب نمائندگی کے تسلسل کے ساتھ مخصوص نشستوں پر اقلیتوں کی نامزدگی سیاسی جماعتوں کے اندر انتخابات کے ذریعے کی جائے تاکہ اس عمل کو مزید قابل اعتبار بنایا جاسکے یوں نامزد امیدوار اور نمائندے عوام کو جوابدہ ہوں گے۔

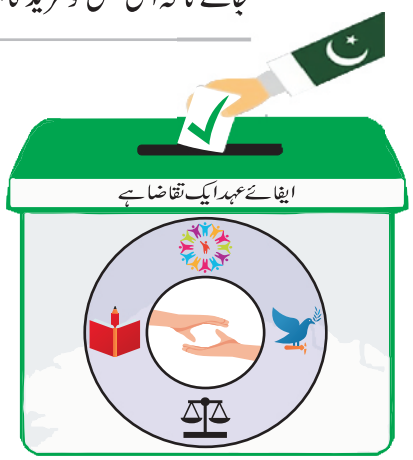

CENTRE FOR SOCIAL JUSTICE
www.csjpak.org
Centre for Social Justice
@csjpak
csjpak@gmail.com